حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مَلفُوظات

حکیمُ الاُمَّت

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسلسلہ ___ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ

ملفوظاتِ حکیم الامت

جلد نمبر ۵

از

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

عنوانات

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ

استاذ الحدیث دار العلوم کراچی

ناشر:

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

061-540513
061-519240

E-MAIL: Ishaq90@hotmail.com // Website : www.Taleefat-e-Ashrafia.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

الافاضات الیومیہ
جلد پنجم

سلامت اقبال پرنٹنگ پریس چوک فوارہ ملتان

ہے حالانکہ طالب کی شان یہ ہونا چاہیے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　　　کسے را با کسے کارے نباشد

(بہشت وہی ہے جہاں کوئی تکلیف نہ ہو اور کسی کو کسی سے کوئی حاجت نہ ہو)

تحریکات حاضرہ میں مصالح سے زیادہ مفاسد ہیں

(ملفوظ ۱۹۴) ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ان تحریکات میں مصالح سے زائد مفاسد ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مفسدہ ہو اور پچاس مصلحت ہوں وہاں مفسدہ غالب سمجھا جائے گا نہ کہ جہاں مفاسد غالب ہوں وہاں جواز کا حکم کیسے ہو سکتا ہے طیب اور خبیث کا مجموعہ خبیث ہی ہو گا۔

موالاتی اور غیر موالاتی

(ملفوظ ۱۹۵) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ہم کو موالاتی بنایا جاتا ہے حالانکہ ہم انگریزوں سے آج تک بھی نہیں ملے۔ اور یہ غیر موالاتی کہلاتے ہیں کہ شب و روز ان سے خلاملا رکھتے ہیں تعلیم بھی حاصل کی تو انگریزی۔ صورت اور شکل لباس طرز معاشرت، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، بولنا چالنا سب انگریزی یہ عجیب ترک موالات ہے زمانہ تحریک میں ایک بہت بڑا الزام ہمارے سر یہ رکھا گیا تھا کہ تمہاری تحریرات سے انگریزوں نے نفع اٹھایا ان کو رسالوں کی صورت میں ہزاروں چھپوا کر سرحد پر بذریعہ ہوائی جہاز تقسیم کیا گیا اس کا ہم سے کیا تعلق دوسروں کا فعل اور ہم پر الزام اس بدفہمی کا کسی کے پاس کیا علاج ہو سکتا ہے ہم نے تو اپنے بھائیوں کو مادی اور شرعی مفسدہ اور مضرت سے بچایا اس کو اپنی غرض فاسد میں استعمال کرے ہم اس کے ذمہ دار کیسے ہو سکتے ہیں قرآن مجید ہی کو لیجئے ہدایت کے لئے نازل ہوا مگر اہل باطل نے اس سے باطل کی تائید میں کام لیا تو اس کا ذمہ دار کون۔ ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ جس وقت ندوہ کی بنیاد ڈالی گئی تو حضرت مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی شرکت کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ ندوہ کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حکومت کا مقابلہ کریں فرمایا کہ اگر ندوہ کا یہ بھی مقصد ہے تو میں کبھی اپنی جماعت کو شرکت کی اجازت نہ دوں گا اور ان کو پامال نہ کراؤں گا یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے جہاد بالسیف بھی کیا تھا ان کی یہ رائے تھی بخلاف اس کے ان

ناعاقبت اندیش لیڈروں نے مالا بار میں جاکر موپلوں کی قوم کو اشتعال دے کر حکومت سے لڑادیا ان کا جو کچھ انجام ہوا ظاہر ہے پھر جب ان پر وقت پڑا ان بے چاروں کی نہ کسی لیڈر نے خبر لی اور نہ ان کے ہم خیال مولوی ہی ان کی امداد کو پہنچے ایسی ہی صورت یہ لوگ ہندوستان کی بنانا چاہتے تھے کہ عام مسلمانوں کو پھنسا دیتے اور خود انگریزوں کے ساتھ مل جاتے اب یہ عوام ہی گرفتار ہوتے جیل خانوں میں جاتے پھانسیاں پاتے ان کے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوتیں مگر نہ کوئی ان کا خبر گیراں ہوتا اور نہ پرسان حال اس لئے کہ ان میں نہ کوئی تنظیم ہے نہ کوئی ضابطہ اور قاعدہ۔ دین و دنیا دونوں کو برباد کیا گیا اللہ رسول کے احکام کے خلاف کیا احکام اسلام کو پامال کیا مسائل شرعیہ کی بے حرمتی کی اہل حق پر بہتان لگائے کیا ملا سوائے خسران اور حرمان کے پھر اس پر دعوی کہ ہم عقلاء ہیں میں تو کہا کرتا ہوں کہ عاقل نہیں آکل ہیں عقل کی ایک بات بھی نہیں ہر وقت اکل کی فکر ہے اگر نصرانیوں سے اللہ و رسول کے واسطے ان کی جنگ ہوتی تو ان سے زیادہ دشمن اسلام یعنی ہندوؤں کو بغل میں نہ لیتے سب سے الگ رہ کر کام کرتے تدابیر مشروعہ پر عمل کرتے حدود کا تحفظ کرتے پھر دیکھتے کہ نصرت حق کیسا ساتھ دیتی ہے اور اگر اس حالت میں بفرض محال سب کے سب بھی مٹ جاتے فنا ہوجاتے تب بھی ناکامی نہ تھی اس لئے کہ آخرت کا سنور جانا مسلمان کی اصل کامیابی ہے مگر وہاں تو مقاصد ہی اور ہیں دلوں میں ولولے اور نیتیں ہی کچھ اور ہیں کچھ نقشے جمائے بیٹھے ہیں میں ان کی نبضیں بحمداللہ بفضل ایزدی خوب پہچانتا ہوں سن لیجئے وہ مقاصد کیا ہیں وہ یہ ہیں کہ حکومت ہاتھ آئے گی کوئی بادشاہ بنے گا کوئی ویسرائے کوئی گورنر کوئی کمشنر کوئی کلکٹر خوب مال وجاہ کے مالک ہوں گے اور ولولے وہ یہ ہیں کہ ان چیزوں کے یعنی ہمارے مقاصد کے اندر جو سد راہ ہیں یعنی حکام شرعیہ ان کا خاص انتظام کریں گے یعنی اپنی اغراض کے مطابق ان میں تاویل کریں گے اور نیتیں یہ ہیں کہ ان احکام کے بتلانے والے اور ان کے خلاف روک ٹوک کرنے والے فتوی دینے والے جو مولوی ملا ہیں ان کو ٹھیک کریں گے پھر جب یہ سب کام ہوجائے گا پھر آزادی سے بسر ہوگی جو اس مثل کا مصداق ہوگی "بڈھا مرے یا جوان اپنی ہتھیا سے کام مردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں اپنے حلوے انڈوں سے کام" یہ تو پرانا مقولہ ہے بجائے اس کے یوں کہنا چاہیے کہ اپنے کیک بسکٹ انڈوں

سے کام ایک حکمران نے یہ سب کرکے مزا دیکھ لیا حکومت دے بیٹھا یہ اللہ و رسول کے احکام کی پائمالی شریعت مقدسہ کی بے حرمتی بلاوجہ اہل حق اور اہل علم کا قتل خالی کیسے جاتا اب گداگری کرتا پھرتا ہے اور اس کے تخت پر کوئی اور ہی حکمران بنا بیٹھا ہے تم تو نئی حکومت حاصل کرنا چاہتے ہو وہاں آبائی اجدادی حکومت تھی اس کو ان خیالات کی بدولت دے بیٹھا تو نئی حکومت تو تم کیسے حاصل کرلو گے یہ مسلمان سلاطین اہل اقتدار کی حالت ہے ایسی حالت میں کوئی کسی کے بھروسہ کیا کام کرے عاجز عوام تو بے چارے تو کیا کرسکتے ہیں جب خواص پر اعتماد نہیں جب سلاطین کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے حدود میں احکام اسلام کا تحفظ تو کیا کرتے برعکس پامالی کرتے ہیں اسی طرح علماء کی یہ حالت کہ مسائل میں تحریف سے کام لیتے ہیں اور رؤساء اور نوابوں کو ان چیزوں میں دلچسپی ہے ہی نہیں انہوں نے تو دین سے اس قدر روگردانی اختیار کی ہے کہ اپنے بچوں تک کو علم دین کی طرف آنے بھی نہیں دیتے رہے عوام تو وہ ان کے تابع ہیں اب کام کرنے والا کون رہ گیا بس مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر کسی ایسے کام میں قدم رکھنے کو جی نہیں چاہتا جس کا تعلق ان جماعتوں سے ہو کیونکہ یہ سب کے سب بے کار ہیں اور قدرت حق میں تو سب کچھ ہے مگر بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گردش ختم ہونے کا ابھی زمانہ نہیں آیا۔

تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر غصہ کا سبب

(ملفوظ ۱۹۶) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ان تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر جو مجھ کو غصہ ہے اس کا اصلی سبب ان کی محبت ہے اس طرح سے کہ اپنے ہوکر پھر حدود سے تجاوز، ایسا کیوں کرتے ہیں مجھ کو مقاصد شرعیہ اور سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی امداد اور تحفظ سے خدا نہ کرے کیسے اختلاف ہوسکتا ہے اختلاف صرف طریق کار سے ہے کہ وہ ایسا اختیار کیا گیا کہ جس میں احکام شرعیہ کی پامالی کی گئی ہے فلاں مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں بڑی مشکل میں ہوں میں کیا کروں میں اپنے دو بڑوں کے بیچ میں ہوں ایک میں مراد تھا اور ایک حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مراد تھے میں نے کہا کہ مولانا ہمارے سب کے بڑے ہیں مولانا ہی کے فرمانے پر عمل کرنا چاہئے اور اگر

میں تنہا ہوتا تو میں خود بھی حضرت مولانا کے ساتھ ہولیتا مگر چونکہ میری وجہ سے اور مخلوق خدا کے پھنس جانے کا اندیشہ ہے اور میں اس وقت تک اس کے انجام کو سمجھا نہیں نہ مجھ کو شرح صدر ہوا کہ یہ تحریک مسلمانوں کے لئے مفید ہے اس لئے میں معذور ہوں ورنہ میں بھی مولانا ہی کا اتباع کر لیتا اب مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر بدون سوچے سمجھے اور شرح صدر ہونے میں شرکت کر لوں اور قیامت کے روز حق تعالیٰ سوال فرمائیں کہ جس مسئلہ کو تو سمجھا نہیں تھا اس میں شرکت کر کے ہماری مخلوق کو کیسے پھنسا دیا تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا بعض لوگوں نے تحریک خلافت ہی کے زمانے میں مجھ سے کہا کہ تم پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ان کیوجہ سے لاکھوں کام کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہم کامیاب ہو جاتے میں نے کہا کہ وہ لوگ غلط سمجھے میری وجہ سے لاکھوں نہیں بیٹھے میں ہی لوگوں کی وجہ سے بیٹھا ہوں میں مقاصد شرعیہ کے بحمداللہ خلاف نہ تھا مجھ کو اختلاف طریق کار سے تھا۔ جو احکام شرعیہ کے خلاف اختیار کیا گیا تھا اور مذاق عام یہی ہو رہا ہے جو کام کر رہے ہیں اسی طرح کر رہے ہیں جو بیٹھے ہیں وہ بھی اگر کرتے اسی طرح کرتے یہ وجہ ہے میرے تقاعد کی نہ یہ کہ مقصود صحیح سے خدا نہ کرے مجھ کو اختلاف ہے اگر یہ بات ہوتی تو ان کو کیوں اجازت دیتا فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لو کہ میں نے ان کو شرکت کی اور مولانا کے اتباع کی اجازت دی یا نہیں سو ان کو کیوں اجازت دیتا باقی اس پر بھی اگر کسی کو بغض و حسد ہی ہو اور خواہ مخواہ بہتان لگائے تو اس کا میرے پاس کیا علاج مگر ایسی دھمکیوں میں آ کر میں انشاء اللہ تعالیٰ مقاصد شرعیہ اور اصول شرعیہ کو نہیں چھوڑ سکتا اگر تمام عالم بھی ایک طرف ہو جائے تو بفضل ایزدی احکام شرعیہ اور اصول شرعیہ کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے احسان ہے کہ شریعت ایک درجہ میری فطرت اور طبیعت بن گئی ہے میں اس کے خلاف پر عادۃً قادر ہی نہیں اگر دوسرے خاص جذبات سے مجبور ہیں تو میں اس جذبہ سے مجبور ہوں۔ اب اس پر اگر کوئی خوش رہے تو فبہا اور ناخوش رہے تب فبہا۔ مان لو کہ میں نکما ہوں بے کار ہوں نہ ملک کے کام آیا نہ قوم کے کام آیا تو مجھ کو چھوڑ دو اور میں تو اس موقع پر یہ شعر پڑھا کرتا ہوں جو اس حالت میں بالکل چسپاں ہے۔

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی

چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

ضابطہ کا تعلق

(ملفوظ ۱۹۷) ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب سے (جو بہت روز تک میرے پاس رہے اور تحریکات کے بعد مجھ سے بالکل بے تعلق ہوگئے گو میری طرف سے ممانعت نہ تھی) بہت عرصہ کے بعد کیرانہ ملاقات ہوئی میں نے پہچانا بھی نہیں۔ اول مسجد میں ملاقات ہوئی ظہر کی نماز کے بعد پھر وہ ساتھ ساتھ مکان تک آئے نہ پہچاننے کیوجہ سے میں نے نہ کوئی بات کی نہ زیادہ التفات کیا جب مکان پر پہنچ کر میرے پاس بیٹھ گئے اور انہوں نے خود کچھ خیریت وغیرہ دریافت کی تب میں نے پہچانا کہ یہ فلاں مولوی صاحب ہیں پھر فلاں مدرسہ کے معاملات شروع ہوگئے اس میں لجنہ والوں کی ساتھ انہوں نے بڑا حصہ لیا مدرسہ کے خلاف اور اس درمیان میں آتے جاتے بھی تھے میں نے ان کو ایک خط لکھا کہ میں تم سے اس وقت تک نہ ملوں گا جب تک کہ تم بذریعہ اشتہار اپنی غلطی کا اعتراف شائع نہ کرو اور اس کا تدارک نہ کرو تب سے آنا جانا ضابطہ کا بند ہوگیا مجھ کو خدانخواستہ کسی سے بغض نہیں عناد نہیں وہ اگر اب بھی اس شرط کو پورا کردیں میں پھر خادم ہوں مگر خلاف اصول میں ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتا کوئی لونڈیوں کا کھیل تھوڑا ہی ہے۔ میرے یہاں تو بحمد اللہ بڑی وسعت ہے ذرا تنگی نہیں کوئی یہاں رہ کر دیکھے تو معلوم ہو باقی دور بیٹھے بیٹھے بدون تحقیق اگر کوئی رائے زنی کیا کرے اور فتوے لگایا کرے میرے پاس اس کا کیا علاج۔

ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک سے نفع

(ملفوظ ۱۹۸) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایسے لوگ تو کثرت سے ہیں کہ جو ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک سے گھبراتے ہیں مگر وہ لوگ بھی ہیں جو خود اس کی درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہی برتاؤ رکھا جائے بعض لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ فلاں بزرگ سے ہمارا تعلق ہے مگر جی چاہتا ہے کہ آپ سے تعلق ہو میں لکھتا ہوں کہ وہاں سے تعلق کیوں چھوڑتے ہو لکھتے ہیں کہ وہاں ڈانٹ ڈپٹ نہیں اور بدون اسی کے اصلاح نہیں ہوتی اور یہ بات واقع میں بھی ہے اس پر ایک شخص کا واقعہ یاد آگیا کہ اس نے مجھ سے تنہائی